قرآنی قصصِ مریم علیہا السلام کا ماخذ: استشراقی رجحانات کا تنقیدی جائزہ

Sources of Quranic Narrates of Syda Mariam (AS)
(A Critical Analysis of Orientalistic Approach)

محمد طیب عثمانی*

Abstract

Origin of the Qur'ānic narrates towards Mariam Virgin (AS) has broadly been under debate in orientalist studies. Orientalist, in general, have had the opinion that Qur'ānic stories of virgin Mariam were not the divine revelation; these are plagiarized and utilized from Christian apocryphal sources and literature like Arabic Gospel of infancy and Protoevangelium of James. This research paper's questions were that according to Orientalist: is it true that the sources of Qur'ānic Stories of Mariam (AS) are plagiarized from apocryphal Christian literature and Quran has done mistake about name of Mariam (AS)'s father and brother. This research is historical and textual. In conclusion, if anyone who has sincerely studied dating apocryphal literature and its dating should be able to see that his sincerity negates taking data for making Qur'ānic narrates towards virgin Mariam (AS) from Christian apocryphal impacts upon Qur'ānic narrate and also this paper shows that Christian developed their apocryphal literature after revelation of Quran.

Keywords: Origin of the Qur'ānic Narrative, Different Views of Orientalists, Christian Sources, Gospel of Infancy, Protoevangelium**.**

* Lecturer, Government Murray College, Sialkot, tayyab.usmani24@gmail.com.

تمہید

فطرتِ انسانی ہے کہ وہ سابقہ اقوام وقریٰ کے احوال وقصص کی سماعت وقراءت سے اپنے اندر ایک داخلی تاثر محسوس کرتا ہے،ایک سلیم الفطرت والعقل فرد اپنے ارد گرد پیش آنے والے سانحات و حادثات میں غور کرتا ہے اور اس کے مبادیات ومقدمات اور ان کے ذریعے حاصل ہونے والے نتائج میں غور وفکر کرتا ہے تاکہ ایجابی وسلبی پہلوؤں تک رسائی حاصل کرے اور پھر حصول مقاصد میں ان سلبی پہلوؤں سے پہلو تہی اور مثبت پہلوؤں کو اختیار کر کے مطلوبہ نتائج حاصل کیے جاسکے۔ قرآن کریم جو قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت وراہنمائی کرنے والی الہامی آخری کتاب ہے' نے ان قصص و وقائع کے بیان سے انسانی فطری مزاج کے اس تار کو چھیڑا ہے۔ عموماان احوالِ اقوام واشخاص کے قرآنی بیانات کی وجہ حصولِ خیر وحسن کی رغبت دلا کر انسانیت کو سعادت وشقاوت کا فرق سمجھانا ہے، لیکن کچھ ایسے قصص بھی ہیں جن کے مقاصد ان قصص کی جزی تفصیلات پر پڑی گرد کو ہٹا کر اہل ایمان کے لیے ان شخصیات کے بارے میں ضروری تفصیلات فراہم کرنا ہے۔ انہی قصص میں مریم علیھا السلام کا قصہ بھی ہے۔ قرآن کریم نے اس قصے کی ایسی تفصیلات فراہم کیں، جن سے سابقہ کتبِ سماویہ خالی تھیں۔ ان تفصیلات کے بارے میں استشراقی مطالعات کا حاصل ہمیشہ یہی رہا ہے کہ پیغمبرِ اسلام ﷺ نے یہودی ومسیحی متنی مآخذ سے استفادہ کیا اور اسے قرآنی الہامی مواد کے طور پر پیش کر دیا۔ مریم علیھا السلام کے قرآنی قصص کے بارے میں مستشرقین کے شبہات دو طرح ہیں:

1-مریم علیھا السلام کے نام میں قرآنی غلطی۔

2-احوالِ مریم علیھا السلام کے بارے میں قرآنی بیانات کا ماخذ: مسیحی لٹریچر۔

1-مریم علیھا السلام کے نام میں قرآنی غلطی

رچرڈ بیل کا یہ کہنا ہے کہ اس واقعے میں ناموں کو گڈ مڈ کر دیا ہے:

"Mary (Arabic, Maryam), the mother of Jesus with Miryam the sister of Moses, so that 'Imran would be the father of Moses and the grandfather of Jesus."[1]

"ام یسوع مسیح مریم کا خلط جناب موسی کی بہن مریم کے ساتھ۔ اس طرح عمران جناب موسیٰ علیہ السلام کے والد بن گئے اور کنابِ یسوع کے نانا۔"

[1] Richard Bell, *The Introduction to the Quran*, (London: Edinburg University Press, 1983), 163.

اس استشراقی نقطہ نظر سے قرآن نے مریم علیہا السلام کے نام پر ذکر تو اس خاتون کا کیا جو نئے عہد نامے میں یسوع مسیح کی والدہ ہیں لیکن وہ جناب عمران کی بیٹی نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم ہیں اور ان ہی کے والد کا نام عمران ہے۔ اس کی دلیل مستشرقین کے ہاں یہ ہے کہ قرآن نے اسی مریم کو "یا اخت ھارون"[2] کے لقب سے بلایا گیا ہے۔ ٹسڈل اسے زمان و مکان کی بڑی "کنفیوژن" قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

> It is clear that Imran, Moses, Aaron, and Mary (Mariam) are the same persons as are so named in the Torah — excepting only that in the Hebrew the name of the first is Amram; and in Numbers (xxvi. 59) We are told that "the name of Amram's wife was Jochebed the daughter of Levi, who was born to Levi in Egypt, and she bare unto Amram, Aaron and Moses and Miriam their sister"; and also in Exodus (xv. 20) we read of "Miriam (Mary) the prophetess, the sister of Aaron." Now looking to the words in the Qur'an above quoted: O Mary! O sister of Aaron, it is quite evident that Muhammad is speaking of Mary the sister of Aaron." and daughter of Imran, as the same Mary who, some 1570 years after, became the mother of our blessed Saviour! The Commentators have in vain endeavored to explain this marvelous confusion of time and space.[3]

یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عمران، موسی، ہارون علیہما السلام اور ماریہ یعنی مریم یہ وہی شخصیات ہیں، جن کا تذکرہ تورات میں انہی ناموں کے ساتھ ہوا ہے سوائے عمران کے کہ ان کا نام عبرانی میں عمرام ہے۔ تورات کی کتاب گنتی: 59/24 کے مطابق ہمیں بتایا گیا کہ عمرام کی بیوی کا نام یوکبد تھا جو لاوی کی بیٹی تھی اور مصر میں لاوی کے ہاں پیدا ہوئی تھی۔ اسی کے ہارون اور موسی علیہم السلام اور ان کی بہن مریم عمرام سے پیدا ہوئے۔ یہ مریم نبیہ تھی۔ ان قرآنی اقتباس میں غور کریں تو محمد ﷺ مریم علیہا السلام والدہ یسوع کو "اے ہارون کی بہن "1570 سال کے بعد کہہ رہے ہیں۔ یہ زمان و مکان کی حیران کن الجھن ہے۔

گیبر ئیل رینلڈز رقمطراز ہے:

> The Biblical report that Mary the daughter of ‘Imran (Heb. ‘Amram) was the sister of Moses and Aaron. The fact that the Qur’an elsewhere (Q 19.28) refers to Mary the mother of Jesus as "sister of Aaron" made the problem still more pressing.[4]

---

[2] القرآن 19:28

[3] Clair Tisdall, *The Original Sources of Islam* (Edinburg: T & T Clark, The Message for Muslims Trust, 1900), 49.

[4] Gabriel S. Reynolds, *The Qur'an and its Biblical Subtext* (London: Routledge, 2010), 132.

"بائبلی بیان کے مطابق مریم بنت عمران "عبرانی: عمرام" جناب موسیٰ وہارون علیہما السلام کی بہن تھیں۔ یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم نے جناب یسوع کی والدہ مریم کو جناب ہارون علیہ السلام کی بہن ذکر کرکے غلطی کی ہے۔"

اسمِ مریم علیہا السلام کے بارے میں استشراقی نظریئے کا جائزہ

درحقیقت مستشرقین کا یہ شبہ قرآن کی دو اہم آیات کی بنیاد پر ہے: پہلی آیت :۔ ارشادِ خداوند تعالیٰ ہے:۔

﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِه وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾[5]

ترجمہ: "اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی، پھر ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونک دی، اور اس نے اپنے رب کے ارشادات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزار لوگوں میں سے تھی۔"

دوسری آیت: ارشادِ خداوند تعالیٰ ہے:

﴿قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا۔ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا﴾[6]

لوگوں نے کہا: "اے مریم! تو نے بہت بری بات کی۔ اے ہارون کی بہن: نہ تیرا باپ کوئی آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی"۔

ان آیات کی وجہ سے مستشرقین کا رجحان یہ ہے کہ قرآن کریم مبنی علی الخطاء ہے۔ اس شبہے کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کے لیے دو اہم پہلو ہیں:

- بائبل میں ابن وبنت کے استعمالات
- قرآن کریم میں ابن وبنت کا استعمالات

بائبل میں ابن /بنت کا استعمال

بائبل کی دو آیات ایسی ہیں، جس میں ان نسبتی الفاظ کا استعمال مجازی ہے:

پہلی آیت: انجیل متی میں مذکور ہے: " یسُوع مسیح اِبنِ داؤد اِبنِ ابرہام کا نسب نامہ " [7]

---

[5] القرآن 66:12

[6] القرآن 2:41

[7] متی 1:1

جنابِ یسوع علیہ السلام مسیحی تصورات کے مطابق نہ تو جنابِ داؤد علیہ السلام کے فرزند ہیں اور نہ ہی جناب داؤد علیہ السلام جناب ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بائبلی مزاج بھی آباؤاجداد کے ساتھ منسوب کرنے کے استعمال سے واقف ہے۔

دوسری آیت: متی میں ہی مذکور ہے: "وہ اِن باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خُداوند کے فرِشتہ نے اُسے خواب دِکھائی دے کر کہا اَے یُوسُف اِبنِ داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیُونکہ جو اُس کے پیٹ میں ہے وہ رُوح اُلقدُس کی قُدرت سے ہے"۔[8]

مسیحی مزعومہ تصورات کے مطابق مریم علیہا السلام کے منگیتر یوسف تھے، فرشتے نے اس شخص کو مخاطب "یُوسُف اِبنِ داؤد" سے کیا۔ اور یہ یوسف نامی شخص جنابِ داؤد علیہ السلام کے بیٹا نہیں تھا۔ ان بائبلی آیات سے یہ بات واضح ہوئی کہ نسبتی الفاظ بائبل میں مجازی معنی میں مستعمل ہیں۔

قرآن مجید میں ابن/بنت کا استعمال

قرآن کریم میں کئی مقامات پر اسمِ مریم علیہا السلام کے علاوہ نسبتی الفاظ کا استعمال مجازی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّه یَرٰىکُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهمِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَاءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾[9]

ترجمہ: "اے بنی آدم، ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اسی طرح فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان پر سے اتروا دیے تھے تاکہ ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے۔ وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔ ان شیاطین کو ہم نے ان لوگوں کا سرپرست بنادیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔"

"بنی" کا لفظ بیٹوں کے لئے ہے اور یہاں مخاطبین براہ راست جنابِ آدم علیہ السلام کے بیٹے نہیں تھے بلکہ نسبتاً انہیں جنابِ آدم سے خطاب کی گیا۔

---

[8] متی 1:20

[9] القرآن 7:27

ارشادِ باری ہے:۔

﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ﴾[10]

"اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو، جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی"۔

یہود مدینہ کو اس آیت سے خطاب ہوا حالانکہ ان میں سے براہ راست جنابِ یعقوب علیہ السلام کا بیٹا نہیں تھا بلکہ آباؤاجداد کی جانب منسوب کیا گیا اسی طرح قرآن کریم کی اس آیت میں اسمِ ذاتی کے ساتھ اسمِ نسبت سے خطاب اس وقت کے معترضین نے کیا اور قرآن نے اس حکایت کو بیان کیا:

﴿ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَـيْـــًٔا فَرِيًّا۔ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا﴾[11]

لوگوں نے کہا: "اے مریم! تونے بہت بری بات کی۔اے ہارون کی بہن: نہ تیرا باپ کوئی آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی"۔

سیدہ مریم علیہا السلام کا جنابِ عمران کی دختر ہونے اور اختِ ہارون علیہ السلام کی نسبتیں تمثیلی ہیں۔ سلیمان اے مراد لکھتے ہیں۔

> The references to both Amram and Aaron must, then, be taken allegorically. This leads me to argue that Amram of sura Al ‘Imran (the verse in question is 3:33: God exalted Adam and Noah, Abraham’s descendants and the descendants of ‘Imran above the nations) is the biblical Amram, father of Moses, Aaron, and Miriam, and the ancestor of Mary the mother of Jesus. Moreover, the reference to Mary’s mother as Amram’s wife is a reference to biblical Amram in the sense that Mary’s mother was married to a descendant of his.[12]

جناب ہارون علیہ السلام اور عمرام کے حوالے لازمی طور پر تمثیلی ہیں۔ سورہ آل عمران میں مذکور عمرام/جناب یسوع کے آباء اور مریم، ہارون و موسی علیہما السلام کے والد یعنی بائبلی عمرام ہی ہیں۔ جناب یسوع کی والدہ کو ہارون علیہ السلام کی بہن اس لیے کہا گیا کہ مریم علیہا السلام کی والدہ کی شادی جناب ہارون علیہ السلام کی نسل میں ہوئی تھی۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ قرآن کا مقصد مریم علیہا السلام کا براہ راست والد یا بھائی بتانا مقصود نہیں:

---

[10] القرآن 2:47

[11] القرآن 2:41

[12] Suleiman A. Mourad, "Mary in the Qur’an: A Reexamination of Her Presentation," in *the Qur'an and Its Historical Context*, ed. Gabriel Said Reynolds (New York: Routledge, 2008), 166.

Her identification as Amram's daughter and Aaron's sister are meant to highlight her biblical heritage and were not meant to inform the audience of the Qur'an about her direct father and brother.[13]

"قرآن کے مخاطبین کو اس بیان میں مریم علیہا السلام کی شناخت "مریم بنت عمران/اختِ ہارون" سے بائبلی توارث کا بتانا ہے نہ کہ براہ راست مریم علیہا السلام کی ولدیت واخوت"

مذکورہ شواہد سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قرآن کریم نے مریم علیہا السلام کے لیے خطابی الفاظ کا استعمال مجازی طور پر کیا ہے۔

2-قرآنی بیانات کا ماخذ: مسیحی روایات

مریم علیہا السلام کے حوالے سے وہ قصے جو قرآن کریم میں اختصاصی بنیادوں پر مذکور مستشرقین و مسیحی اہل قلم کے تحقیقی نتائج کے مطابق مسیحی غیر مستند ذرائع سے ماخوذ ہیں:۔

مریم علیہا السلام کے واقعات: ہیکل کی خدمت، رزق دیا جانا، بچے کی بشارت

مریم علیہا السلام کی کفالت کے لیے جب انہیں ہیکل کی خدمت کے دیا جانے لگا تو اس وقت قرعہ اندازی کا تذکرہ قرآن کریم نے کیا ہے۔[14] اس کی اصل کے بیان میں استشراقی نظریہ یہ ہے کہ اس کی بنیاد "Protevangelium" ہے:

In an Arabic apocryphal book, called the History of our Holy Father the Aged, the Carpenter (Joseph), there is given the following account of Mary as a child. Her parents took her to the Temple when three years old, and she remained there nine years. Then when the Priests saw that the Holy Virgin had grown up, they spoke among themselves, — Let us call a righteous man, one that fears the Lord, to take charge of Mary till the time of her marriage, that she may not remain in the Temple. But before that time when her parents brought her, a new occasion had arisen, of which we read as follows in the Protevangelium...[15]

یہ ایک اپاکرفا: غیر مستند کتاب ہے، جسے the History of our holy Father the Aged اور the Carpenter "(Joseph)" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس میں مریم علیہا السلام کے بچپن کا تذکرہ ہے، جب ان کے والدین نے تین سال کی عمر میں ہیکل کے سپرد کیا جہاں وہ نو سال رہیں۔ پرورش کرنے والے صالح مذہبی پیشوا نے اس مقدس لڑکی کو پروان چڑھتے دیکھا تو اس کے بارے میں لوگوں کو بتایا۔ والدین نے ہیکل میں ان کے مقرر کردہ خدمتی سال سے قبل ہی واپس لے لیا۔

[13] Tisdall, *The Original Sources of Islam*, 172.

[14] القرآن 3:44

[15] Tisdall, *The Original Sources of Islam*, 54.

نخلہ اور جنابِ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

جنابِ عیسیٰ کی پیدائش کھجور کے درخت کے نیچے ہوئی ہے۔اس قرآنی قصے کی بنیاد یہی اپوا کریفا[16] "The History of the "Nativity of Mary and the Saviour's Infancy ہے:

"Mary, the Palm-tree, etc., We give an extract from an apocryphal book called the History of the Nativity of Mary and the Saviour's Infancy."[17]

"مریم اور کھجور کا درخت وغیرہ یہ سب واقعات "the History of the Nativity of Mary and the Saviour's Infancy" سے ماخوذ ہیں۔"

اس کھجور کے درخت کے حوالے سے کلئیر ٹسڈل کا یہ کہنا ہے کہ یہ حصہ نبی کریم ﷺ نے مریم علیھا السلام کے بارے میں واقعات ماریہ قبطیہ علیھا السلام سے سنا کر قرآن میں بیان کر دیا، وہ لکھتا ہے:۔

> For it is a well-known fact that the Christian governor of Egypt sent him a present of two Coptic girls, one of whom, "Mary the Copt," became one of his favourite concubines. This girl, though not well acquainted with the Gospel, must doubtless have known so popular a legend as that contained in the "Gospel of the Infancy" at that time was. Muhammad probably learnt the tale from her, and, fancying it to be contained in the Gospels universally accepted by Christians as of Divine authority, he on that account incorporated it into the Qur'an. Of course, it is possible that he had others besides Mary who told him Coptic legends, but, whoever his informant or informants may have been, it is clear that the source of the story of the miracle is the one we have mentioned.[18]

یہ حقیقت ہے کہ مصری گورنر نے دو قبطی لڑکیاں نبی کریم ﷺ کے لیے بھیجیں۔ان میں سے ایک کا نام ماریہ قبطیہ تھا، یہی بعد میں آپ ﷺ کی پسندیدہ بیوی رہیں۔انجیل سے مکمل نا آشنا یہ لڑکی یقینی طور پر خدائی قبولیت کی حامل، مسیحیوں میں

---

[16] اپاکرافا: غیر مصدقہ، غیر واضح، اور گمنام مذہبی لٹریچر، جو مستند حوالہ نہیں رکھتا جس کی وجہ سے مذہبی کتب کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا، عام طور پر یہ مسیحی اور یہودی فرقے کے اس مذہبی کتب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ الہامی ہے یا نہیں، ابتدائی کلیسا کے زمانے میں غیر معروف و مبہم تھیں۔لوگوں کے سامنے ان کتب کی تلاوت نہیں کی جاتی تھی۔عہد نامہ قدیم کی مسلمہ فہرست متعین ہونے کے بعد انہیں غیر الہامی قرار دے دیا گیا۔خیر اللہ، ایف ایس، **قاموس الکتاب**، (لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، 2011ء)، 36

[17] Tisdall, *The Original Sources of Islam*, 56.

[18] Ibid. 170.

مقبول عام انجیلِ طفولیت سے واقف تھی۔ نبی کریم ﷺ اسی لڑکی سے انجیلی شخصیات کے بارے میں جانکاری لیتے اور قرآن کے طور بیان کر دیتے۔اس معجزاتی قصے کا ماخذ یہی لڑکی ہے۔

قصصِ مریم علیہا السلام کے مآخذ پر استشراقی شبہات کا جائزہ

اس شبہے کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کے لیے دو اہم پہلو ہیں:

- متنی مآخذ سے استفادہ
- شخصی ماخذ سے استفادہ

متنی ماخذ سے استفادہ

قرآن کریم میں مریم علیہا السلام کے قصے کو اختصاصی طور پر مفصل بیان کیا گیا ہے، لیکن مستشرقین کا خیال ہے کہ ان واقعات کے بنیادی ماخذ دو ہیں:۔

1. "Protevangelium"
2. "Arabic Gospel of the Infancy"

انجیلِ جیمس "Protoevangelium of James"

"Protoevangelium of James" کو انجیل جیمس/انجیل یعقوب بھی کہا جاتا ہے:۔

"The Protoevangelium of James, sometimes referred to as the Infancy Gospel of James."[19]

"اس کتاب کا ایک نام "انجیلِ یعقوب بھی ہے"

بقول "A.J. Elliott":

"In PJ 25. i the author claims to be James the step-brother of Jesus by Joseph's first marriage. And the Gelasian Decree identifies him with James the Less of Mark 15: 40."[20]

"مصنف کا دعوی یہ ہے کہ اس کا مصنف جنابِ یسوع مسیح کا سوتیلا بھائی یعقوب ہے، جو مریم علیہا السلام کے شوہر یوسف کی پہلی بیوی سے تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا مصنف نامعلوم شخص ہے۔"

[19] Cornelia B. Horn, *Apocrypha on Jesus' Life in the Early Islamic Milieu: From Syriac into Arabic, Senses of Scripture, Treasures of Tradition* (Boston: Brill, 2017), 61.

[20] J. K Elliott, *The Apocryphal New Testament: A Collection of Apocryphal Christian Literature in an English Translation* (Oxford: Oxford University Press, 2005), 49.

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف یعقوب یروشلیمی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اس کتاب مصنف ایسا نامعلوم شخص ہے، جو یہودی روایات اور فلسطین کے جغرافیہ سے واقف نہیں۔

> In fact, the author is unknown. He is not likely to have been a Jew: there is in PJ a great ignorance not only of Palestinian geography but also of Jewish customs (e.g. Joachim is forbidden to offer his gifts first because of childlessness; Mary is taken to be a ward of the Temple; Joseph plans to go from Bethlehem to Judea).[21]

"لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف یعقوب یروشلیمی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اس کتاب مصنف ایسا نامعلوم شخص ہے، جو یہودی روایات اور فلسطین کے جغرافیہ سے واقف نہیں۔"

کتاب کا نام "Protoevangelium of James" بعد میں رکھا گیا، اس کے دیگر نام "یعقوب کی الہام" اور یعقوب کے نام کے بغیر "پیدائشِ مریم"، "سینٹ مریم کی پیدائش" اور "پیدائشِ خداوند اور والدۂ خداوند" وغیرہ ہیں۔

> The familiar designation 'Protevangelium ' is not old. It is to Postel and Neander that it owes its established position. P Bodmer 5 has 'Birth of Mary. Revelation of James, the later Greek manuscripts mostly 'Story'. 'History' or Account ' and then, either with or without mention of James, give the contents, which they usually describe as ' Birth of Saint Mary. Mother of God'. The Syriac translation bears the title Birth of our Lord and our Lady Mary'. Origen mentions our document as 'Book of James ' (on the title cf. de Strycker. *La forme*, pp. 208-216).[22]

"Protevangelium" نام بعد کا ہے۔ پاپیرس بورڈمر نمبر 5 میں مریم علیہا السلام کی پیدائش، یعقوب کا الہام پر مشتمل ہے اور متاخر یونانی مخطوطہ میں یعقوب کے تذکرے کے بغیر مقدسہ مریم علیہا السلام کی پیدائش اور خدا کی ماں کا قصص موجود ہیں۔ سریانی تراجم بھی "مریم اور خدا کی پیدائش جیسے عنوانات کے ساتھ ہیں۔ صرف ہمارے ذرائع اسے انجیلِ یعقوب کہتے ہیں۔"

اس کتاب کی اولین تصنیف کا دور نصفِ آخر دوسری صدی عیسوی تا تیسری صدی عیسوی بیان کیا جاتا ہے;

> Most scholars now date PJ, or at least the bulk of the first draft of PJ, to the second half of the second century………The Bodmer Papyrus V has been dated to the third century and already shows secondary developments.[23]

---

[21] Ibid., 49.

[22] Wilhelm Schneemelcher, *New Testament Apocrypha: Gospels and Related Writings*, (USA: Westminster John Knox Press, 2003), 1:423.

[23] Elliott, *The Apocryphal New Testament*, 49.

" محققین اولین تصنیف دوسری صدی میں ذکر کرتے ہیں۔ لیکن اس کے پاپیرس بورڈمر پر دوسری مرتبہ کام تیسری صدی میں ہوا"

کتاب کی موجودگی اور تراجم

> The Syriac translation, of which we have four manuscripts (in part, however, fragmentary). Probably originated in the 5th century. It can claim a great significance, alongside P Bodmer. Since here we have a text older that the 6th century, even if the quality of the text is not as good as that of Bodmer 5.[24]

"اس کے موجود تراجم میں قدیم ترین سریانی ترجمہ ہے۔ یہ پانچویں صدی عیسوی میں تیار کیا گیا۔ اس بنیاد پر یہ دعوی کیا جا سکتا ہے کہ یہ ترجمہ چھٹی صدی سے قبل کا ہے۔ لیکن اس کی حالت پاپئیرس ہونے کی وجہ سے نہایت مخدوش اور نا قابل استعمال ہے۔"

اس کے تراجم قبطی، سریانی، جارجین آرمینی اور ایتھوپیائی زبان میں ہوئے:

> The text of the Protevangelium, which was probably originally composed in the second century, was particularly popular in the East. Over 150 manuscripts of it in Greek have survived. These are dated from several centuries, thus indicating its long-standing popularity. It was translated into several early versions (Coptic, Syriac, Georgian, Armenian, Ethiopian and Slavonic) showing that it was also popular in a wide geographical area. Latin versions also exist, albeit not in great numbers. (The most complete manuscript in Latin is Paris, Bibliothèque Sainte-Geneviève 2787, recently edited by Rita Beyers.[25]

دوسری صدی عیسوی میں تیار کردہ اس انجیل یعقوب کا متن مشرق میں انتہائی مقبول تھا۔ زیر استعمال 150 یونانی تراجم کی الگ الگ تواریخِ قدامتِ متن اس کی شہرت کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔ اس متن کے جارجیا، قبطی، آرمینیا، ایتھوپیا، سلوانیہ کی مقامی زبانوں اور سریانی تراجم ہوئے۔ چند لاطینی نسخوں کی موجودگی کے شواہد ہیں۔ ان میں تکمیل کے قریب قریب پیرس میں موجود سینیٹ جینیویو کا ترجمہ ہے جسے ریٹا بائرز نے ایڈٹ کیا ہے۔

مذکورہ تحقیقی شواہد و نظائر سے معلوم ہوا کہ مسیحی دنیا کے پاس قدیم نسخہ انجیل یعقوب کا پاپئرس بورڈمر ہے، اس کے بارے میں محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ نا قابل استعمال ہے۔ مسیحی دنیا کے پاس اس متن کے دیگر السنہ میں تراجم کے شواہد پیش کیے جاتے ہیں، لیکن ان کا وجود بھی نہیں ہے سوائے یونانی نسخوں کے۔ اب آیئے ان یونانی نسخوں کی تاریخ جانتے ہیں۔

"A Most surviving Greek manuscripts of PJ are later than the tenth century."[26]

---

[24] Schneemelcher, *New Testament Apocrypha*, 1:421-422.

[25] I Elliott, J.K, A Synopsis of the Apocryphal Nativity and Infancy Narratives (Boston: Brill, 20016), 4.

[26] Elliott, *The Apocryphal New Testament*, 51.

"اکثر یونانی مخطوطات دسویں صدی کے بعد کے ہیں۔"

مگر موجود مخطوطات کی تاریخ اس بھی بعد کی ہے، جے کے ایلوٹ کے بقول:

> The first edition of the printed Greek text, based on a now unknown manuscript, was by M. Neander (Neumann) in 1564. His text was used in the editions of Grynaeus, Fabricius, Jones, and Birch. Birches may be seen as the first text-critical edition; in addition he made use of two Vatican manuscripts. Thilo's edition was based on Paris 1454 (= Tischendorf's C) with an apparatus that included seven other Paris manuscripts and Birch's two Vatican manuscripts. Suckow's text reproduced a Venice manuscript (= Tischendorf's A).[27]

پہلا شائع شدہ یونانی متن نیو مین "Neumann" نے نامعلوم مخطوطے سے تیار کردہ کرکے 1564 عیسوی میں تیار ہوا۔ یہی متن گرینیوس، فیبرکس، جونز اور برک کی طبعات میں استعمال ہوئے۔ برک نے ویٹی کن کے دو مخطوطات کو سامنے رکھ کر پہلا تنقیدی نسخہ شائع کیا۔ تھیلیو کا ایڈیشن پیرس لائبریری کے مخطوطہ نمبر 1454 کے متن کے ساتھ سات دیگر نسخوں کے متون بشمول برک کے نسخے پر مشتمل ہے۔ سوکاؤز کا متن وینس کے مخطوطہ کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا۔

تاریخی اعتبار سے یہ معلوم ہوا کہ نزولِ قرآن کے زمانے میں اس کے نسخے موجود ہی نہ تھے، بلکہ اس نسخے قدیم سے قدیم تر بھی دسویں صدی سے پہلے کا نہیں ہے۔ اب اس متن کی قبولیت کے حوالے سے مسیحی رجحان ذکر کرتے ہیں۔

اس کے بیانات چرچ کے لیے قابل قبول نہ تھے۔

> Subsequent church opinion in the West found such teaching unacceptable: Jerome was instrumental in condemning this teaching in PJ as wrong, and he argued that Jesus' siblings were his cousins. Jerome's explanations met with papal approval and were responsible for the decline in the use of PJ in the West.[28]

"مغربی کلیسا کے لیے اس کتاب کی تعلیمات نا قابل قبول رہیں۔ تنقیدی نقطہ نظر سے اس کتاب کی تعلیمات کا غلطی پر مبنی ہونا سینٹ جیروم کے مرہون منت تھا۔ جیروم کی وضاحتوں کو پاپائی قبولیت حاصل ہوئی اور اس سے اس کتاب کی تعلیمات کو مغرب میں ترک کر دیا گیا"۔

اس کتاب کے بیانات میں انتہائی تاریخی اغلاط موجود ہیں۔

> The historical value of the stories in PJ is insignificant. The names of Mary's parents, the names of Reuben, Zacharias, and Samuel are all fictitious. Zacharias is wrongly identified with Zacharias of Matt. 23: 35. Simeon was not a high-priest. The water of jealousy was not administered to men. The oracular plate on

[27] Ibid., 52.
[28] Ibid, 50-51.

> the forehead is not known outside PJ. Other peculiar details include the contradiction of the angelic annunciation (12. 2, cf. u) and the warning given to the Magi not to go to Judea when they were already there (21. 4).2 Such details do not necessarily indicate the author's use of variant sources; they may result from his own lack of interest in, or awareness of, such apparent inconsistencies.[29]

پی جے کی کہانیاں برائے نام ہیں۔ مریم علیہا السلام کے والدین، روبین، زکریا اور سموئیل کے نام غلط ہیں۔ زکریا کی پہچان متی کے زکریا کے حوالے سے غلط کروائی گئی ہے۔ سائمن اونچے درجے کا پیشوانہ تھا۔ حسد کا پانی مرد کے لیے نہیں بنایا گیا۔ ماتھے پر پلیٹ کا تذکرہ پی-جے سے باہر نہیں ملتا۔ دیگر تفصیلات میں فرشتوں کے اعلانات میں تضادات، مجوسی کے یہودیہ میں ہونے کے باوجود غلط وعید، کچھ تفصیلات کے مآخذ کی عدم وضاحت، مصنف کی داخلی مضامین میں عدمِ توجہی اور عدم آگاہی اس کتاب کی اغلاط ہیں۔

تاریخی لحاظ سے معلوم ہوا کہ اس کتاب کے متن کا وجود ہی محققین کے نزدیک قابل استعمال متن و نسخہ دسویں صدی سے قبل موجود ہی نہیں ہے کہ جس سے استفادہ کا نظریہ کو تسلیم کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ داخلی انتشار کے لحاظ سے اس کتاب کی حیثیت مسیحیوں کے ہاں متنازع رہی اور متنی افشاء کے شواہد عہد نبوی میں یا دسویں صدی سے قبل دنیا میں بالکلیہ موجود نہیں لہذا قرآنی مضامین کے لیے اس کتاب سے استفادہ کا تصور ہی سرے سے ناقابل قبول اور غیر معقول ہے۔

2-انجیلِ طفولیت عربی "Arabic Gospel of Infancy"

اس انجیل کے بارے میں مستشرقین اور مسیحی محققین کا نظریہ یہ ہے کہ جنابِ نبی کریم ﷺ اس انجیل سے واقف تھے:۔

"At any rate Mohammed was familiar with this tradition and adopted many of the legends into the Koran."[30]

"کسی نہ کسی درجے میں اس روایت سے محمد ﷺ متعارف تھے اور انہوں نے اس کتاب کی بہت سی شخصیات کا تذکرہ قرآن کریم میں کیا۔"

اس مفروضے کو سمجھنے کے لیے دو سوال اس ضمن میں قائم ہوتے ہیں:

1-اس متن کے مآخذ کیا ہیں؟

2-کیا اس کا کوئی نسخہ عہدِ نبوی میں تھا؟

---

[29] Ibid, 51.

[30] Schneemelcher, *New Testament Apocrypha*, 1:456.

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے کہ اس متن کا ماخذ کیا ہے تو یہ انجیل کوئی مستقل انجیل نہیں تھی بلکہ محققین کا خیال یہ ہے کہ یہ انجیل حیاتِ مریم وابن مریم علیہما السلام سے متعلق یہ متن "Protoevangelium of James" کی نظر ثانی شدہ انجیل ہے، کارنیلیا بی ہارن کے بقول:

> The Arabic Infancy Gospel or Arabic Life of Jesus is a composite apocryphal gospel that reworks traditions known from at least two other earlier apocryphal texts, the Protoevangelium of James, sometimes referred to as the Infancy Gospel of James, and the Infancy Gospel of Thomas.[31]

"عربی انجیلِ طفولیت یا عربی حیاتِ مسیح سابقہ متنی مواد یعنی "the Protoevangelium of James" یا انجیل یعقوب اور انجیل توما کو بنیاد بنا کر عربی میں از سر نو متن تیار کیا گیا ہے۔"

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جن لاطینی ویونانی نسخوں کو بنیاد بنایا گیا ہے، وہ نسخے دسویں صدی کے بعد کے ہیں۔ یقیناً یہ ثانوی متن کسی بھی صورت میں عہدِ نبوی کا نہیں ہو سکتا بلکہ دسویں صدی کے بعد ہی اسے ترتیب دیا گیا۔ اس سریانی انجیل کی اشاعت دو مرتبہ ہوئی، 1697ء میں پندرہویں صدی کے مخطوطے کو "Henricus Sike" نے اور 1973ء میں "Mario E. Provera" نے تیرہویں صدی کے مخطوطہ کو اضافات وترامیم کے ساتھ شائع کیا

> The Arabic Infancy Gospel has been presented thus far in two editions. In 1697, Henricus Sike edited the text together with a Latin translation, based on a manuscript owned by Jacob Golius. This manuscript is Ms Oxford, Bodleian Libraries, Or. 350, dated 1442 CE. In 1973, Mario E. Provera published an edition and Italian translation of an even earlier manuscript. His base manuscript was Florence, Biblioteca Medicea-Laurenziana, Or. 32 (n. 387), dated 1299 CE.[32]

عربی انجیل طفولیت دو اشاعتوں میں پیش کی گئی۔ 1697ء میں ہنریکس سائیک نے لاطینی ترجمہ اور جیکب سائیک کے ذاتی مخطوطہ کو بنیاد بنا کر شائع کیا۔ یہ مخطوطہ اوکسفرڈ اور بودلیین لائبریری میں موجود ہے اور اس کی تاریخ 1442ء ہے۔ ماریو-ای-پرووِیرا نے 1973ء میں فلورنس کے مخطوطہ کو بنیاد بنا کر شائع کیا۔ اس کی اور اس کی تاریخ 1299ء ہے۔

ان مخطوطات کے تواریخی تاخر سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں اس عربی انجیل کی موجودگی صرف اندازوں کی حد تک ہے اور حقیقت میں اس کی تاریخ تصنیف نزولِ قرآن کے بعد ہے، اس انجیلِ طفولیہ کی دورِ رسالتمآب ﷺ میں موجودگی کے بارے میں ٹسڈال خود بھی شکوک وشبہات کا شکار رہا، وہ لکھتا ہے:

---

[31] Horn, *Apocrypha on Jesus' Life in the Early Islamic Milieu*, 61.
[32] Ibid., 62.

"The style of the Arabic of this apocryphal Gospel, (Gospel of the Infancy) however, is so bad that it is hardly possible to believe that it dates from Muhammad's time".[33]

"اس غیر مستند عربی انجیل کا انداز ایسا برا ہے کہ عہدِ نبوی میں اس کی موجودگی کا یقین مشکل ہے۔"

اس عربی انجیلِ طفولیہ میں اسلامی مواد سے اخذ و استفادہ کے نظائر موجود ہیں، اس بات کا اعتراف خود ہارن ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> Both the Arabic Infancy Gospel and the Arabic Apocryphal Gospel of John show the influence of Islam on the transmission of Christian apocryphal Jesus material. Genequand has already noted the Islamicization of vocabulary in the Laurenziana manuscript of the Arabic Infancy Gospel over and against the Bodleian manuscript edited by Sike. Indeed, there are many pieces of evidence for a redaction of the Laurenziana manuscript.[34]

عربی انجیل طفولیت اور اپاکرفا عربی انجیل یوحنا سے واضح ہوتا ہے کہ جنابِ یسوع کی حیات سے متعلقہ غیر مستند مواد کے انتقال میں اسلامی اثرات موجود ہیں۔ "Genequand" نے "Laurenziana" مخطوطہ کی عربی انجیل میں اور سائیک کے تصحیح شدہ مخطوطے میں ذخیرہ الفاظ کے اسلامیانے کو بیان کیا ہے۔ یقینا "Laurenziana" مخطوطہ کے رد عمل میں بہت سے حصے دلیل کے طور پر موجود ہیں۔

ان مذکورہ شواہد سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قرآن کریم مریم علیہا السلام کے بیان میں عربی انجیل طفولیہ اور انجیل یعقوب سے ماخوذ و مستفاد نہیں، بلکہ قرآن کریم نزول وحی سے ان قصص کو بیان کرتا ہے اور مسیحی متون کو بھی مستند مواد فراہم کیا ہے۔ زمانی تاخر کی وجہ سے متنی استفادہ کے شواہد ان مسیحی متون میں منہ بولتا ثبوت ہیں کہ مسیحیین نے اپنے متون کی تیاری میں قرآنی مواد سے کھل کر استفادہ کیا۔

شخصی ماخذ سے استفادہ

سورۃ مریم میں مریم علیہا السلام کے احوال کے حوالے سے یہ کہنا کہ ان واقعات کو ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے سنے گئے واقعات ہیں جبکہ یہ واقعات مکہ مکرمہ میں نازل ہو چکے تھے۔ اس سورت "مریم/رومن نمبر: XIX" کو ولیم میور نے مکی شمار کیا ہے:

> FIFTH PERIOD. — From the Tenth year of Mahomet's Ministry (the period of the removal of the Ban) to the Flight from Mecca.. Suras XLVI., LXXII., XXXV., XXXVI., XIX., XVIII., XXVII., XLII., XL., XXXVIII., XXV., XX.,

---

[33] Tisdall, *The Original Sources of The Quran*, 42.
[34] Horn, *Apocrypha on Jesus' Life in the Early Islamic Milieu*, 67.

> XLIII., XII., XI., X., XIV., VI., LXIV., XXVIII., XXIII., XXII., XXI., XVII., XVI., XIII., XXIX., VII., CXIII., CXIV. (The last two indeterminate). The Suras of this period contain some narratives from the Gospel.[35]

پانچواں عہد: اس زمانے کا تعلق نبوت کے دسویں سال سے ہے، اس دور انیے میں سورہ نمبر: 46، 72، 35، 36، 19، 17، 27، 42، 40، 38، 25، 20، 43، 10، 11، 12، 14، 6، 64، 18، 22، 23، 21، 13، 14، 29، 7، 113، 114 ان میں سے چند سورتوں میں بائبلی بیانات موجود ہیں۔

ولیم میور کے تحقیقی بیان سے اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنھا سے اکتساب کا استدلال غلط ہے، کیونکہ احوالِ مریم علیھا السلام پر مبنی قصصِ قرآنی کا نزول ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنھا کی تشریف آوری سے پہلے ہو چکا تھا۔ استشراقی نظریئے کی تغلیط خود مسیحی محققین کے قول سے ہوگئی کہ قصص مریم علیھا السلام کا شخصی ماخذ ماریہ قبطیہ ہیں اور انہی سے مستفاد احوال قرآن کریم میں نبی ﷺ نے قرآن کریم میں وحی ربانی کے نام سے ذکر کر دیئے۔

نتائج البحث

تحقیقی تنقیدات سے نہ صرف استشراقی دعوی زائل ہو گیا کہ قرآن کریم کے قصص بائبل یا اپاکرفا سے اخذ کیے گئے ہیں بلکہ یہ بات لازمی نتیجے کے طور پر سامنے آئی کہ قرآنی وقائع وقصص نے بائبل کی اصلاح کے لیے الہامی اور خطاء سے مبراء مواد فراہم کیا، جس سے اہل کتاب نے اپنی ثانوی کتب کو مرتب کیا اور بائبل کی تفسیر و تشریحات میں قرآنی قصص سے آزادانہ استفادہ کیا۔

دوسرا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ قرآن حکیم میں جنابِ مسیح علیہ السلام کی والدہ کا تقدس، عصمت اور پاکدامنی کو بیان کیا گیا ہے جبکہ اس کے برعکس پروٹسٹنٹ مسیحی فرقہ جنابِ عیسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم کی والدہ کا ہی انکار کرتے ہیں کہ مریم علیھا السلام خدا کی ماں کیسے ہو سکتی ہیں، مارٹن لوتھر کا قول اس حوالے سے ابن وراق نے نقل کیا ہے:

> Martin Luther (1483- 1546), writing in the sixteenth century, conceded that "We Christians seem fools to the world for believing that Mary was the true mother of this child, and nevertheless a pure virgin For this is not only against all reason, but also against the creation of God, who said to Adam and Eve, "Be fruitful and multiply.[36]

---

[35] William Muir, *The Coran*, (London: The Society for Promoting Christian Knowledge, 1878), 44.
[36] Ibn Warraq, *Why I Am Not a Muslim*, (New York: Prometheus Books, 1995), 144.

مارٹن لوتھر چھٹی صدی میں اس بات سے متفق نظر آتے ہیں کہ ہم مسیحی مریم علیہا السلام کو جنابِ یسوع کی حقیقی ماں پر اعتقاد اور حقیقی کنواری کے حوالے سے بے وقوف ہیں کیونکہ یہ صرف نہ صرف عقل کے خلاف ہے بلکہ خداوند کے نظام تخلیق کے بھی خلاف ہے، وہ خدا جس نے آدم و حوا علیہما السلام سے کہا تھا: پھلو اور بڑھو۔

اس کے بر عکس قرآن کریم ان کی عظمت و رفعت اور پاکدامنی کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ وہ اور ان کا بیٹا جہان والوں کے لیے نشانی ہیں:۔

﴿وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾[37]

اور وہ خاتون جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تھی۔ ہم نے اس کے اندر اپنی روح سے پھونکا اور اسے اور اس کے بیٹے کو دنیا بھر کے لیے نشانی بنادیا۔

مریم علیہا السلام پاکدامن، مصدقہ کلماتِ ربانی اور فرمانبردار خاتون تھیں:

﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾[38]

اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی، پھر ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونک دی، اور اس نے اپنے رب کے ارشادات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزار لوگوں میں سے تھی۔

الغرض، سیدہ مریم علیہا السلام کو جو مقام و مرتبہ قرآن کریم میں ہے، ان کے مقام و منزلت کا ویسا تذکرہ بائبل میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ سیدہ مریم علیہا السلام سے متعلقہ بیانات و تفصیلات کی تصحیح و توضیح میں بائبل قرآن کریم کی محتاج ہے۔

[37] القرآن 21:91

[38] القرآن 66:12